

بیع عینہ کی حقیقت اور اس کی مروجہ شکلیں

Reality of Mohatra Contract & Its Current Forms

غلام حیدر ☆

Abstract

The economic system of Islam does not allow the interest and fraud (cheating). This system does not consider it fair to exploit the compulsions of others. It is our bad luck (misfortune) that the majority of the business community is unaware of the economic teachings of Islam. The problem of Bay Aena has assumed the severe form in the society. The majority of the people is ignorant of the real nature of this Bay on one hand, while on the other hand it is also the cause of the spread of selfishness and greed. Through this paper, it has been tried to determine the religious position of Bay Aena in the light of the views of the Islamic Scholars. Moreover, its different forms prevalent in the society have also been analysed.

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ربا کو حرام قرار دیا ہے۔ علامہ ابن منظور افریقی (م: ۱۱ھ) ربا کی لغوی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "زاد و نما" (۱) یعنی زیادتی اور بڑھوتری۔ اصطلاح شریعت میں ایسی زیادتی کو ربا کہتے ہیں جو بغیر کسی مالی معاوضہ کے حاصل کی جائے۔ ابن العربی (م: ۵۴۳ھ) احکام القرآن میں لکھتے ہیں:

"الربا فی اللغة الزيادة والمراد فی الآیة کل زیادة لا یقابلها عوض" (۲)۔

اس میں وہ زیادتی بھی داخل ہے جو روپیہ کو ادھار دینے پر حاصل کی جائے کیونکہ مال کے معاوضہ میں تو اس المال پورا مل جاتا ہے جو زیادتی بنام سود یا "انٹرسٹ" لی جاتی ہے وہ بے معاوضہ ہے اور بیع و شرا کی وہ صورتیں بھی اس میں داخل ہیں جن میں کوئی زیادتی بلا معاوضہ حاصل کی جائے۔

☆ لیکچر شعبہ علوم اسلامیہ، زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاحِلَ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾ (۳) (اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے)۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ. فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (۴)

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اگر تم مومن ہو تو (زمانہ جاہلیت کا) باقی ماندہ سود چھوڑ دو۔ اور اگر تم ایسا نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو)۔

محولہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے سود کو مطلقاً حرام کیا ہے اور نجی اور کاروباری قرضوں کا فرق نہیں کیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی (م: ۹۱۱ھ) ﴿وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

أخرج ابن جرير وابن أبي حاتم عن السدي قال: نزلت هذه الآية في العباس بن عبدالمطلب ورجل من بنى المغيرة كان شريكين في الجاهلية يسلفان في الربا إلى ناس من ثقيف من بنى ضمرة وهم بنو عمر وبن عمير فجاء الاسلام ولهما أموال عظيمة في الربا (۵)۔

(امام ابن جریر اور امام ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی اسانید کے ساتھ سدی سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہ آیت حضرت عباس بن عبدالمطلب اور بنو مغیرہ کے ایک شخص کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ یہ دونوں زمانہ جاہلیت میں شریک تھے اور انہوں نے ثقیف کے بنو عمر و بن عمیر میں لوگوں کو سودی قرض پر مال دے رکھے تھے۔ جب اسلام آیا تو ان دونوں کا بڑا سرمایہ سود میں لگا ہوا تھا)۔

امام قرطبی "الجامع لاحکام القرآن" میں ﴿وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا﴾ کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں:

"ان الآية نزلت بسبب ثقيف، وكانوا عاهدوا النبي ﷺ على أن مالهم من الربا على الناس فهو لهم، وما للناس عليهم فهو موضوع عنهم، فلما أن جاءت آجال رباهم بعثوا إلى مكة للاقتضاء، وكانت الديون لبني عبدة وهم بنو عمرو وبن عمير بن ثقيف، وكانت على بني المغيرة المخزوميين، فقال بنو المغيرة: لا نعطي شيئاً فان الربا قد رفع ورفعوا امرهم إلى عتاب بن اسيد، فكتب به إلى رسول الله ﷺ، ونزلت الآية فكتب بها رسول الله ﷺ إلى عتاب، فعلمت بهاتئذ ثقيف فكفت" (۶)۔

(یہ آیت بنو ثقیف کی وجہ سے نازل ہوئی۔ انہوں نے نبی ﷺ سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ ان کا جو سود دوسرے لوگوں کے ذمہ ہے وہ انہیں لینے کا حق ہے اور جو دوسرے لوگوں کا سود ان کے ذمہ ہے وہ معاف ہے۔ جب بنو ثقیف کے سود کی ادائیگی کا

وقت آیا تو انہوں نے اپنے مقروضوں سے، جو مکہ میں تھے، سود کے تقاضے کے لئے آدمی بھیجا۔ جن کا سود تھا یہ بنو عمرو بن عمیر ثقفی کا بنو عبدہ خاندان تھا۔ اور جن سے سود وصول کرنا تھا وہ بنو مغیرہ تھے جن کا بنو مخزوم قبیلے سے تعلق تھا۔ سود کے تقاضے پر بنو مغیرہ نے کہا کہ ہم قرض سے زائد کچھ نہیں دیں گے اس لئے کہ سود ختم کر دیا گیا ہے۔ اور پھر وہ اپنا معاملہ مکہ کے گورنر عتاب بن اسید کے پاس لے گئے۔ اس پر حضرت عتاب نے نبی ﷺ کو لکھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت حضرت عتاب کو لکھ بھیجی۔ بنو ثقیف خاموش ہو گئے اور اس پر عمل کرتے ہوئے سود کے تقاضے سے دست کش ہو گئے۔

سود سے بچنے کا ایک حیلہ

اگر کوئی شخص سود لیے بغیر کسی کو قرض نہ دینا چاہتا ہو تو بعض علماء نے بیع عینہ کی طرف راہنمائی کی ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ اگر کوئی شخص مثلاً زید، عمرو سے ایک ماہ کے لئے سو روپے قرض مانگے اور عمرو بغیر سود لئے اس کو قرض نہ دینا چاہتا ہو تو اس صورت میں حیلہ یہ ہے کہ عمرو سو روپے کی کوئی چیز اس کو ایک ماہ کے ادھار پر ڈیڑھ سو روپے میں فروخت کرے اور دوبارہ وہی چیز سو روپے میں نقد خرید لے۔ اس طرح زید کو فی الفور ایک سو روپے مل جائیں گے اور عمرو کو ان سو روپیوں کے عوض ایک ماہ بعد ڈیڑھ سو روپے مل جائیں گے۔ اس طرح عمرو کو پچاس روپے کا سود بیع کے عنوان سے مل جائے گا۔

عینہ کے لغوی اور اصطلاحی معنی

علامہ ابن اثیر (م: ۶۰۶ھ) عینہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”ایک شخص کسی شخص کو، کوئی چیز اس کی معروف قیمت کے عوض مدت معینہ کے ادھار پر فروخت کرے۔ پھر اس شخص سے اسی چیز کو قیمت فروخت سے کم قیمت پر خریدے، یہ عینہ ہے“ (۷)۔ علامہ ابن ہمام نے کہا ہے کہ ”اس کو عینہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں عین دان کی طرف لوٹ جاتی ہے“ (۸)۔

علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی بیع عینہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

”ایک شخص کسی تاجر سے مثلاً دس روپے قرض مانگتا ہے وہ انکار کرتا ہے پھر اس کو مثلاً پندرہ روپے میں (مدت معینہ کے ادھار پر) ایک ایسا کپڑا فروخت کرتا ہے جس کی معروف قیمت دس روپے ہے تاکہ قرض لینے والا وہی کپڑا اس کو دس روپے میں فروخت کر دے۔ اور اس کو پانچ روپیہ زیادہ مل جائیں۔ اس کو عینہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں قرض دینے سے عین کی طرف اعراض ہے“ (۹)۔

بیع عینہ کی مندرجہ بالا تعریفات یہ واضح کر رہی ہیں کہ فریقین سود سے بچنے کے لئے حیلہ اختیار کر رہے ہیں۔

بیع عینہ کی شرعی حیثیت

حضور اکرم ﷺ کی احادیث، آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوال تابعین کی روشنی میں بیع عینہ کی شرعی حیثیت کا تعین کیا جاسکتا ہے۔

امام ابوداؤد جتانی (م: ۲۷۵ھ) روایت کرتے ہیں:

"عن ابن عمر قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: إذا تبايعتم بالعينة وأخذتم أذناب البقر ورضيتم بالزرع وتركتم الجهاد سلط الله عليكم ذلاً لا ينزعه حتى ترجعوا إلى دينكم" (۱۰)۔
(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم بیع عینہ کرو گے اور بیوں کی زمین پکڑ کر زراعت پر راضی ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دے گا اور اس کو اس وقت تک دور نہیں کرے گا جب تک تم اپنے دین کی طرف رجوع نہیں کرو گے)۔

مندرجہ بالا حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے ذلت کی وعید سنائی ہے اور یہ بیع عینہ کی حرمت کی واضح دلیل ہے۔ اس دلیل پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ زراعت کرنے پر بھی یہ وعید ہے پھر چاہیے کہ وہ بھی ممنوع ہو جائے۔ حالانکہ وہ ممنوع نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ زراعت پر راضی ہونے کا مطلب ہے کہ اس میں اس قدر اشتغال ہو جائے کہ لوگ جہاد کو چھوڑ دیں۔ نیز یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ دوسری احادیث سے زراعت کا جواز اور استحسان ثابت ہے۔ جبکہ بیع عینہ کا جواز اور استحسان دوسری احادیث سے ثابت نہیں بلکہ اس کے برعکس اس کی ممانعت میں بکثرت احادیث ہیں۔

امام ابن شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن عطاء عن ابن عمر قال: "نهى عن العينة" (۱۱)۔

(عطا کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیع عینہ سے منع فرمایا)۔

عن الحكم عن مسروق قال: العينة حرام (۱۲)۔

(حکم کہتے ہیں کہ مسروق نے کہا کہ عینہ حرام ہے)۔

امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی المصنف میں درج کرتے ہیں:

عن طاوس قال: من اشترى سلعة بنظرة من رجل فلا يبيعها إياه، ومن اشترى بنقد فلا يبيعها إياه بنظرة (۱۳)۔

(طاؤس کہتے ہیں کہ جس شخص نے کسی شخص سے کوئی چیز ادھار خریدی وہ اس شخص کو وہ چیز نہ فروخت کرے، اور جس شخص نے کوئی چیز نقد خریدی وہ اس شخص کو وہ چیز ادھار فروخت نہ کرے)۔

کنز العمال میں ہے:

عن ابن عباس یقول: اذا بعتم السرقة من سرقة الحریر بنسینة فلا تشتروہ (۱۴)۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم ریشم کے ٹکڑوں میں سے کوئی ٹکڑا ادھار فروخت کرو تو اس کو مت خریدو)۔

امام عبدالرزاق بن ہمام صنعائی حضرت عائشہ کے حوالے سے ایک روایت نقل کرتے ہیں:

عن ابی اسحاق عن امرأته قالت: سمعت امرأة ابی السفر تقول سألت عائشة فقلت بعث زید بن

ارقم جارية الى العطاء بثمان مائة درهم وابتعتها منه بست مائة. فقالت لها عائشة: بئس ما اشتريت:

او بئس ما اشتري، ابلغی زید بن ارقم انه قد ابطل جهاده مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الا ان یتوب

قالت: افرايت ان اخذت راس مالي، قالت لا باس من جاءه موعظة من ربه فانتهى فله ما سلف (۱۵)۔

(ابو اسحاق کی بیوی بیان کرتی ہیں کہ ابو السفر کی بیوی نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ میں نے

وظیفہ ملنے تک کے ادھار پر آٹھ سو درہم کے عوض ایک باندی حضرت زید بن ارقم کو فروخت کی اور چھ سو درہم نقد دے کر وہ

لوٹدی ان سے خرید لی، حضرت عائشہ نے فرمایا تم نے بری چیز خریدی یا فرمایا زید بن ارقم نے بری چیز خریدی، تم زید بن ارقم

کو یہ پیغام پہنچا دو کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو جہاد کیا تھا اس کو باطل کر دیا، الا یہ کہ وہ اس سے توبہ کریں،

میں نے کہا یہ بتلائیے کہ اگر میں اپنی اصل رقم واپس لے لوں تو؟ حضرت عائشہ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

ہے: جس شخص کے پاس نصیحت پہنچ گئی اور وہ (سود سے) باز آ گیا تو اس نے جو پہلے لیا ہوا ہے وہ اس کا ہو چکا)۔

حضرت عائشہ کی یہ روایت سنن بیہقی اور کنز العمال میں بھی ہے۔

احادیث، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوال تابعین رحمہم اللہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بیع عینہ ایک ناجائز

فعل ہے۔ تاہم چونکہ بعض فقہاء اس کے جواز کے قائل ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ بیع عینہ کے جواز اور عدم جواز کے

بارے میں فقہائے اربعہ کے دلائل کا بھی جائزہ لے لیا جائے۔

بیع عینہ میں فقہاء مالکیہ کا موقف

علامہ ابن رشد مالکی (م: ۵۹۵ھ) لکھتے ہیں:

”جب کوئی شخص مدت معین کے ادھار پر کوئی چیز فروخت کرے پھر اس چیز کو خرید لے تو اس میں نوصورتیں ہیں

جن میں سات میں اتفاق ہے اور دو میں اختلاف ہے۔ جن دو میں اختلاف ہے وہ یہ ہیں: مدت معین کے ادھار پر فروخت

کرنے کے بعد مدت پوری ہونے سے پہلے اس کو کم قیمت پر خرید لے یا مدت گزرنے کے بعد اس کو زیادہ قیمت پر

خریدے۔ امام مالک اور جمہور اہل مدینہ کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے“ (۱۶)۔

علامہ ابن رشد نے حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کا ذکر کیا ہے جس میں انہوں نے حضرت زید بن ارقم کی ام ولد کی ایسی بیع کرنے پر مذمت کی اور حضرت زید بن ارقم کو وعید سنائی۔

حنابلہ کا موقف

فقہ حنبلی کے معروف مجتہد علامہ ابن قدامہ حنبلی (م: ۶۲۰ھ) لکھتے ہیں کہ ”جس شخص نے ادھار قیمت پر ایک چیز فروخت کی، پھر اس چیز کو کم قیمت پر نقد خرید لیا تو اکثر اہل علم کے نزدیک یہ بیع جائز نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس، حضرت عائشہ، حسن بصری، ابن سیرین، شعبی اور نخعی سے یہی مروی ہے۔ ابوالزناد، ربیعہ، عبدالعزیز بن ابی سلمہ، ثوری، امام اوزاعی، امام مالک، اسحاق اور اصحاب رائے (فقہائے احناف) کا بھی یہی قول ہے“ (۱۷)۔

بیع عینہ میں فقہاء شافعیہ کا موقف

علامہ نووی شافعی (م: ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں: ”بیع عینہ ممنوع نہیں ہے“۔ اس کے بعد بیع عینہ کی تعریف کرتے ہیں: ”ایک شخص دوسرے شخص کو کوئی چیز ادھار فروخت کرے اور وہ چیز اس کو دے دے، پھر اس سے قیمت وصول کرنے سے پہلے کم قیمت نقد دے کر وہ چیز اس سے خرید لے“ (۱۸)۔

روضۃ الطالبین کے فاضل محشی شوافع کا رد کرتے ہوئے مسند احمد اور سنن ابوداؤد کے حوالے سے حضرت ابن عمرؓ کی وہ روایت ذکر کرتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے بیع عینہ پر ذلت کی وعید سنائی ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ عینہ حرام ہے (۱۹)۔

امام ابوبکر بیہقی شافعی (م: ۴۵۸ھ)، حضرت عائشہؓ کی روایت کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

امام شافعی (م: ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ ”اگر یہ روایت ثابت ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے وظیفہ ملنے تک کے ادھار کی مذمت کی تھی کیونکہ یہ مدت مجہول ہے اور اس کو ہم بھی ناجائز کہتے ہیں، یہ بات نہیں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے بیع عینہ کا رد کیا تھا اور جب صحابہ کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو ہم اس قول پر عمل کرتے ہیں جو قیاس کے قریب ہو۔ اور قیاس کے مطابق حضرت زید بن ارقم کا قول ہے، کیونکہ حضرت زید بن ارقم بیع عینہ کو حلال نہ سمجھتے تو یہ بیع نہ کرتے“ (۲۰)۔

علامہ ابن ترکمانی حنفی (م: ۸۴۵ھ) امام شافعی (م: ۲۰۴ھ) کے اس جواب کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام شافعی (م: ۲۰۴ھ) نے اس حدیث کے ثبوت میں تردد کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عالیہ (اس حدیث کی راویہ) معروفہ ہے۔ اس کا خاندان اور بیٹا دونوں معروف ہیں۔ دونوں امام ہیں اور امام ابن حبان نے ان کا ثقافت تابعین میں ذکر کیا ہے اور اس حدیث کے مطابق امام ثوری، امام اوزاعی، امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ اور ان کے اصحاب، امام مالک، امام

ابن جنبل اور حسن بن صالح رحمہم اللہ کا مذہب ہے۔ اور استاد کار میں ہے کہ شععی، حکم اور حماد بھی بیع عینہ سے منع کرتے تھے۔ رہا امام شافعی کا دوسرا اعتراض کہ "وظیفہ کی وصولیابی تک" مدت مجہول ہے اور اس وجہ سے حضرت عائشہؓ نے اس بیع کی مذمت کی تھی، سو اس کے جواب میں علامہ ابن ترکمانی حنفی لکھتے ہیں:

ایک جماعت نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ وظیفہ کی وصولیابی تک بیع کو جائز قرار دیتی تھیں۔ امام ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ذکر کیا ہے کہ امہات المؤمنین وظیفہ کی وصولیابی تک ادھار پر ایشیاء خریدتی تھیں۔ ابو بکر رازی نے کہا اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حضرت عائشہؓ نے پہلے عقد (یعنی وظیفہ کی ادائیگی تک کے ادھار پر جو بیع کی تھی) کا کیوں انکار کیا حالانکہ وہ ان کے نزدیک صحیح تھا تو ہم یہ کہیں گے کہ حضرت عائشہؓ کو یہ علم تھا کہ ابوالسفر کی زوجہ نے اس پہلی بیع کے سبب سے دوسری بیع کا قصد کیا تھا جیسا کہ لوگ (بیع عینہ میں) کرتے ہیں، اور جب ابوالسفر کی بیوی نے کہا یہ بتلائے کہ اگر میں صرف اپنا اصل مال لے لوں تو؟ اور حضرت عائشہؓ نے اس کے جواب میں یہ آیت پڑھی "فمن جاءه موعظة من ربه فانتهى فله ما سلف" تو اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ پہلا عقد باقی تھا اور حضرت عائشہؓ نے انکار دوسرے عقد کا کیا تھا اور اگر وہ وظیفہ کی وصولیابی تک ادھار کی وجہ سے پہلے عقد کا انکار کرتیں جیسا کہ امام شافعی کا زعم ہے تو پہلا عقد باقی نہ رہتا (اور پھر اس آیت کے پڑھنے کی کوئی وجہ نہ تھی) (۲۱)۔

ملا علی قاری (م: ۱۰۱۳ء) لکھتے ہیں کہ "علامہ طیبی نے امام شافعی کے جواب میں کہا ہے کہ وظیفہ کی وصولیابی کی مدت کا مجہول ہونا ممنوع ہے، کیونکہ سپاہیوں کو وظیفہ سال میں ایک یا دو بار ملتا ہے اور اس کی مدت زیادہ تر متعین ہوتی ہے اور حضرت زید بن ارقم کے فعل کا قیاس کے مطابق ہونا مشکل ہے۔ علاوہ ازیں حضرت عائشہ کا قول حضرت زید کے فعل پر راجح ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ کا قول رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع عینہ کے بارے میں وعید سنائی ہے۔ (آپ ﷺ کا ارشاد پہلے نقل ہو چکا ہے) (۲۲)۔

امام شافعی کے دلائل کا اگر علامہ ابن ترکمانی (م: ۸۴۵ھ) اور ملا علی قاری (م: ۱۰۱۳ھ) کے دلائل کے ساتھ تقابل کیا جائے تو امام شافعی کے موقف کی کمزوری اظہر من الشمس ہے۔

بیع عینہ میں فقہاء احناف کا موقف

فقہ حنفی کے معروف فقیہ امام محمد بن حسن شیبانی (م: ۱۸۹ھ) لکھتے ہیں۔

قال ابو حنیفہؒ: "من اشتری سلعة بنقدا و بنسیئة فقبضها ولم یبقد الثمن حتی با عھا من الذی اشتراها منه باقل من الثمن فلا خیر فیہ الی قوله و کذلک بلغنا عن عائشة ام المؤمنینؓ ان امرأة قالت لھانی بعت زید بن ارقم جاریة بشمانمئة درھم الی عطائھ واشتریتھا منه بستمانمئة درھم

نقداً فقالت عائشة بنس ماشریت بنس ماشریت! ابلیغی زید بن ارقم انه قد ابطل جهاده مع رسول الله ﷺ ان لم يتب الحديث“ (۲۳)۔

(امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے نقد یا ادھار قیمت پر ایک چیز خریدی اس چیز پر قبضہ کر لیا اور قیمت ادا نہیں کی حتیٰ کہ وہ چیز اس شخص کو قیمت خرید سے کم پر فروخت کر دی جس سے خریدی تھی اس میں کوئی چیز نہیں ہے۔ ہمیں اس طرح یہ حدیث پہنچی ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ ام المومنین سے کہا میں نے حضرت زید بن ارقم کو وظیفہ کی وصولی تک کے ادھار پر آٹھ سو درہم کے عوض ایک باندی فروخت کی ہے پھر وہی باندی ان کو چھ سو درہم نقد سے دے کر خرید لی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: تم نے بری خریداری کی! تم نے بری خریداری کی۔ زید بن ارقم کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ اگر انہوں نے توبہ نہ کی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو جہاد کیا تھا وہ باطل ہو جائے گا۔

علامہ ابوالحسن مرغینانی (م: ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں۔

”جس شخص نے ایک ہزار درہم نقد یا ادھار کے عوض ایک باندی خریدی اور اس پر قبضہ کر لیا پھر قیمت ادا کرنے سے پہلے وہ باندی پانچ سو درہم کے عوض اسی بائع کو فروخت کر دی تو بیع ثانی جائز نہیں ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے، کیونکہ قبضہ کے بعد اس کی ملکیت مکمل ہوگئی اور بائع یا اس کے غیر کو فروخت کرنا دونوں برابر ہیں، اور یہ ایسے ہے جیسے اس نے پہلی قیمت یا اس سے زیادہ قیمت پر یا کسی چیز کے عوض اس کو فروخت کیا، اور ہماری دلیل یہ ہے کہ جس عورت نے آٹھ سو میں غلام خریدنے کے بعد چھ سو میں (اسی بائع کو) فروخت کیا تھا۔ اس عورت سے حضرت عائشہؓ نے فرمایا تم نے بری خریداری کی! تم نے بری خریداری کی! اور زید بن ارقم کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ اگر انہوں نے توبہ نہ کی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو جہاد کیا تھا، وہ باطل ہو جائے گا نیز اس لئے کہ ابھی (پہلے) بائع کی ضمانت میں قیمت نہیں آئی تھی، پس جب بیع اس کے پاس واپس آگئی تو پانچ سو درہم مہنا کرنے کے بعد اس کو پانچ سو درہم زائد بلا عوض مل گئے“ (۲۴)۔

علامہ ابن ہمام (م: ۸۶۱ھ) لکھتے ہیں کہ ”اگر حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا تو وہ اپنے اجتہاد سے یہ وعید نہیں سناسکتی تھیں“ (۲۵)۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی (م: ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

”اس حدیث سے وجہ استدلال یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے عدم توبہ کی صورت میں اس عقد کی وجہ سے حضرت زید کے حج اور جہاد کے بطلان کی وعید سنائی اور یہ بات رائے سے نہیں کہی جاسکتی، سو یہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی بات تھی، اور عقد صحیح پر یہ سزا مرتب نہیں ہوتی، اس سے معلوم ہوا کہ یہ عقد فاسد ہے اور بے شک حضرت زید نے حضرت عائشہؓ سے

معذرت کی اور یہ بھی حضرت عائشہؓ کے سماع کی دلیل ہے، کیونکہ امور اجتہاد یہ میں صحابہ ایک دوسرے کی مخالفت کرتے تھے اور معذرت نہیں کرتے تھے“ (۲۶)۔

علامہ ابن ہمام (م: ۸۶۱ھ) لکھتے ہیں:

قال محمد رحمه الله: ” هذا البيع في قلبي كأمثال الجبال ذميم اخترعه آكلة الربو وقد ذمهم رسول الله ﷺ فقال اذا تبايعتم بالعين واتبعتم اذنان البقر ذللتم وظهر عليكم عدوكم اي اشتغلتم بالحرف عن الجهاد وفي رواية سلبت عليكم شراركم فیدعو خياركم فلا يستجاب لكم وقيل اياك والعينة فانها لعينة“ (۲۷)۔

(امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہ بیع میرے دل میں پہاڑوں کی طرح ہے، یہ بیع مذموم ہے جس کو سود خوروں نے گھڑ لیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی مذمت کی ہے اور فرمایا کہ جب تم بیع عینہ کرو گے اور بیلوں کی دموں کو پکڑو گے تو ذلیل ہو جاؤ گے اور تم پر تمہارے دشمن غالب آجائیں گے۔ یعنی جب تم کھیتی باڑی میں مشغول ہو کر جہاد کو چھوڑ دو گے اور ایک روایت میں ہے تم پر برے لوگ مسلط کر دیئے جائیں گے۔ تمہارے نیک لوگ دعائیں کریں گے اور وہ قبول نہ ہوں گی اور ایک روایت میں ہے کہ بیع عینہ سے بچو کیونکہ اس پر لعنت کی گئی ہے)۔

فقہاء حنفیہ نے بیع عینہ کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔ علامہ جلال الدین خوارزمی لکھتے ہیں:

”بيع العينة مكروه ذميم اخترعه آكلة الربو وقد ذمهم رسول الله ﷺ بذلك فقال اذا تبايعتم بالعين واتبعتم اذنان البقر ذللتم وظهر عليكم عدوكم وقيل اياك والعينة فانها لعينة“ (۲۸)۔

(بیع عینہ مکروہ اور مذموم ہے اس کو سود خوروں نے گھڑ لیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی مذمت کی ہے اور فرمایا جب تم بیع عینہ کرو گے اور بیلوں کی دموں کو پکڑو گے تو ذلیل ہو جاؤ گے اور تمہارے دشمن تم پر غالب آجائیں گے اور ایک روایت میں ہے بیع عینہ سے بچو کیونکہ اس پر لعنت کی گئی ہے)۔

امام ابو یوسفؒ (م: ۱۸۲ھ) کہتے ہیں کہ ”بیع عینہ مکروہ نہیں ہے جائز ہے“ (۲۹)۔ امام شافعیؒ اور ابو یوسفؒ کے دلائل میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق امام ابو حنیفہؒ (م: ۱۵۰ھ) کے نزدیک بیع عینہ ممنوع ہے۔ امام ابو یوسفؒ (م: ۱۸۲ھ) نے اس کو جائز کہا ہے۔ امام محمدؒ (م: ۱۸۹ھ) نے اس کو مکروہ مذموم قرار دیا ہے اور دیگر فقہائے احناف نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے۔

عصر حاضر کے ماہر معیشت مولانا محمد تقی عثمانی بیع عینہ کے بارے میں لکھتے ہیں:
 ”یہ سود حاصل کرنے کا ایک حیلہ ہے اس لئے حرام اور ناجائز ہے“ (۳۰)۔

بیع عینہ کی مروجہ شکلیں

اس وقت معاشرے میں بیع عینہ مختلف شکلوں میں رائج ہے اور بد قسمتی سے اس کا رواج روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ ذیل میں اس کی چند شکلیں بیان کی جاتی ہیں:

۱۔ زرعی شعبہ

پاکستان کا کل رقبہ 796,095 مربع کلومیٹر ہے (۳۱)۔ جبکہ %63 آبادی دیہات میں رہتی ہے (۳۲)۔ اور یہ لوگ کھیتی باڑی سے وابستہ ہیں۔ پاکستان کا قابل کاشت رقبہ 269,500 مربع کلومیٹر ہے (۳۳)۔ غریب کاشتکار اپنی کم علمی اور جہالت کی وجہ سے کاروباری حضرات کے ہاتھوں استحصال کا شکار ہے۔ فصل کی بوائی سے لیکر پکنے تک آڑھتیوں سے قرضے پر مہنگے داموں کھاد، سپرے، بیج وغیرہ حاصل کئے جاتے ہیں اور اصل قیمت سے کئی گنا زیادہ قیمت کے ساتھ یہ قرضے واپس ہوتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کاشتکار اپنی فصل تیار کر کے آڑھتی کے حوالے کر دیتا ہے اور نئی فصل کے لئے پھر اس سے قرضے پر مختلف اشیاء حاصل کرتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ جب کسی ذاتی ضرورت کے لئے اسے پیسوں کی ضرورت ہو تو آڑھتی سے اس وعدے پر اصل قیمت سے زیادہ پر کھاد یا سپرے وغیرہ خریدتا ہے کہ تین یا چار ماہ بعد پیسے واپس کروں گا اور پھر وہی کھاد یا سپرے وغیرہ اسی آڑھتی کو نقد قیمت پر بیچ کر پیسے حاصل کرتا ہے۔ بیع عینہ کی یہ شکل زرعی علاقوں میں اور خصوصاً جنوبی پنجاب میں عام ہے۔ اس معاملے میں کسی ایک فریق کو مورد الزام ٹھہرانا مناسب نہیں ہوگا۔ فرق صرف یہ ہے کہ ایک طرف جہالت اور منصوبہ بندی کا فقدان نظر آتا ہے اور دوسری طرف عیاری اور خود غرضی نمایاں ہے۔

بڑے زمیندار ضرورت کے وقت زیادہ قیمت پر ٹریکٹر ادھار حاصل کرتے ہیں اور پھر وہیں کم قیمت پر بیچ کر اپنی ضرورتیں پوری کرتی ہیں۔ یہ ایک علیحدہ بحث ہے کہ ان کی ضرورتیں حقیقی ضرورتیں ہوتی ہیں یا نہیں۔

۲۔ لیزنگ کا کاروبار

آج کل شہروں میں اقساط پر اشیاء حاصل کرنے کا رجحان عام ہو رہا ہے۔ استری، فین، اور روم کولر سے لے کر انتہائی مہنگی اشیاء تک قسطوں پر حاصل کی جاسکتی ہیں۔ اس رواج نے جہاں عوام الناس اور کاروباری حضرات کے لئے سکون و اطمینان اور منافع کے دروازے کھولے ہیں وہیں اس کاروبار نے بیع عینہ کو بھی فروغ دیا ہے۔ شہروں میں یہ مشاہدہ

کیا جاسکتا ہے کہ ایک شخص کو پیسوں کی ضرورت ہے وہ لیزنگ سنٹر سے قسطوں پر موٹر سائیکل حاصل کرتا ہے اور مہنگے داموں خریدنے کے بعد وہیں پرستی بیچ دیتا ہے۔ اس طرح کاروبار کا مالک ایک غیر شرعی حیلے کے ذریعے اپنے لئے سود کو جائز کر لیتا ہے۔ اس معاملے میں بھی ذمہ داری کسی ایک فریق پر نہیں ڈالی جاسکتی۔

نتیجہ بحث

بیع عینہ کے بارے میں امام ابوحنیفہ، امام محمد، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر یہ موقف اختیار کیا کہ یہ ناجائز ہے۔ صرف امام شافعی اور امام ابو یوسف نے اس بیع کے جواز کا فتویٰ دیا۔ جواز اور عدم جواز کے دلائل کا تجزیہ کرنے سے عدم جواز کا موقف قرین صواب معلوم ہوتا ہے۔ بیع عینہ کی مروجہ شکلوں سے بھی اس بیع کا خود غرضی پر مبنی ہونا واضح ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام الناس کو اسلامی اصول قناعت اور منصوبہ بندی کی طرف مائل کیا جائے تاکہ انہیں استحصال سے نجات حاصل ہو سکے۔

حواشی وحوالہ جات

- ۱- افریقی، ابن منظور، لسان العرب، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۸ھ، ۱۲۶/۵۔
- ۲- ابن العربی، ابوبکر محمد بن عبداللہ، احکام القرآن، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت، ت-ن، ۳۴۰/۱۔
- ۳- سورۃ البقرۃ، ۴: ۲۷۵۔
- ۴- سورۃ البقرۃ، ۴: ۲۷۸-۲۷۹۔
- ۵- سیوطی، جلال الدین، درمنثور، مطبوعہ مطبعہ میمنہ، مصر، ۱۳۱۴ھ، ۳۶۶/۱۔
- ۶- قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۰۸ھ، ۲۳۳۴-۲۳۳۵۔
- ۷- جزری، محمد بن اشیر، نہایہ، مطبوعہ موسسۃ اسماعیلیان قم، ایران، ۱۳۶۲ھ، ۳۳۳۳-۳۳۳۴۔
- ۸- ابن ہمام، کمال الدین، فتح القدر، مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر، ت-ن، ۳۲۲/۶۔
- ۹- ابن نجیم، زین الدین، المحرر الرائق، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ، ت-ن، ۲۳۵/۶۔
- ۱۰- ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابوداؤد، مطبوعہ مطبعہ مجتہبی، پاکستان، لاہور، ۱۴۰۵ھ، ۱۳۳/۲۔
- ۱۱- ابن ابی شیبہ، ابوبکر عبداللہ بن محمد، المصنف، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ، ۶/۶۷۔
- ۱۲- ایضاً۔
- ۱۳- صنعانی، عبدالرزاق بن ہمام، المصنف، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۲ھ، ۱۸۶/۸۔
- ۱۴- برہان پوری، علاؤ الدین علی متقی بن حسام الدین، کنز العمال، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ، ۱۹۳/۴۔
- ۱۵- صنعانی، المصنف، ۱۸۵/۸۔
- ۱۶- ابن رشد، محمد بن احمد، مالکی اندلسی، ہدایہ المجتہد ونہایہ المقتصد، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ت-ن، ۱۰۶/۲-۱۰۷۔
- ۱۷- ابن قدامہ حنبلی، موفق الدین ابومحمد عبداللہ بن احمد، المعنی، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ، ۱۲۷/۴۔
- ۱۸- نووی، یحییٰ بن شرف، روضۃ الطالبین، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۴۰۵ھ، ۳/۳-۳۱۷۔
- ۱۹- حاشیہ روضۃ الطالبین، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۴۰۵ھ، ۳/۳-۳۱۶۔
- ۲۰- تہذیبی، ابوبکر احمد بن حسین بن علی، سنن کبریٰ، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، ت-ن، ۳۳۱-۳۳۰/۵۔
- ۲۱- ابن ترکمانی، علاؤ الدین بن علی بن عثمان مارودینی، الجوهر النقی، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، ت-ن، ۳۳۱-۳۳۰/۵۔
- ۲۲- ملا علی بن سلطان محمد القاری، مرقات المصنح، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ، ۶۳/۶۔
- ۲۳- شیبانی، محمد بن حسن، کتاب الحجج، مطبوعہ دارالمعارف النعمانیہ، لاہور، ت-ن، ۴۶/۲-۷۸۔
- ۲۴- مرغینانی، ابوالحسن علی بن ابی بکر، ہدایہ اخیرین، مطبوعہ مکتبہ شریکۃ علمیہ ملتان، ص: ۵۷-۵۸۔
- ۲۵- ابن ہمام، فتح القدر، ۷۰/۶۔
- ۲۶- عینی، بدر الدین ابومحمد محمود بن احمد، ہدایہ شرح ہدایہ، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد، ت-ن، ۹۸/۳۔
- ۲۷- ابن ہمام، فتح القدر، ۶/۳۲۳۔

- ۲۸۔ جلال الدین خوارزمی، کفایہ مع فتح القدر، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ت۔ن، ۶/۳۲۳۔
- ۲۹۔ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الآثار، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل، ت۔ن، ص: ۱۸۱۔
- ۳۰۔ تقی عثمانی، اسلام اور جدید معاشی مسائل (جلد دوم)، ادارہ اسلامیات کراچی ۱۴۲۹ھ، ص: ۱۶۳، ۱۶۴۔

۳۱. en.Wikipedia.org/wiki/pakistan.
۳۲. www.tradingeconomics.com/pakistan/rural-population-percent-of-total-population-wb-data.html.
۳۳. www.tradingeconomics.com/pakistan/agricultural-land-percent-of-land-area-wb-data.html.